باب۔۳۸

مزارعت

قرآن: اَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ۔ أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ۔لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ۔

بھلا بتاؤ یہ جو[بیج] تم بوتے ہو۔ تو کیا اس کھیتی کو تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں پھر تم تعجب اور ندامت ہی کرتے رہ جاؤ گے،(الواقعہ ۶۳،۶۴،۶۵)۔

حدیث: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہے کہ مسلمان جو بھی میوہ دار درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے،اس سے پرندے، آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں۔اور اس کا ثواب اس کو ملتا ہے۔ راوی:انسؓ۔(صحیح بخاری:۲۱۷۰)۔

مدینے میں ہمارے پاس بہت زیادہ کھیت تھے۔ہم زمین کرایہ پر دیا کرتے تھے۔اس شرط پر کہ ایک حصہ کی پیداوار زمین کے مالک کے لیے ہو گی۔ لیکن کبھی ایک حصہ پر(تو کبھی دوسرے حصہ پر)آفت آجاتی اور باقی محفوظ رہتا۔اسی لیے ہم لوگوں کو (آنحضرتؐ کی طرف سے) منع کیا گیا۔۔ اس زمانے میں سونا، چاندی(یا رقم)کے عوض زمین کرایہ پر دینے کا رواج نہیں تھا۔ راوی:رافع بن خدیجؓ۔(صحیح بخاری:۲۱۷۷)۔

میں نے طاؤس سے کہا کہ تم مخابرہ (کرایے پر کھیتی باڑی) چھوڑ کیوں نہیں دیتے، کیوں کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔طاؤس نے کہا اے عمرو!ان چیزوں کے سب سے زیادہ جاننے والے ابن عباسؓ ہیں اور میں نے ان سے سنا ہے کہ نبی کریمؐ نے اس بات سے منع نہیں فرمایا، بلکہ یہ کہا ہے کہ تم سے کوئی شخص اپنے بھائی کو اپنی زمین بخش دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس پر ایک معین محصول (کرایہ) لے۔۔۔میں تو ان کو دیتا ہوں اور ان کا فائدہ کرتا ہوں۔راوی:سفیان عمروؓ۔(صحیح بخاری:۲۱۸۰)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی ایسی زمین آباد کی جو کسی کی ملکیت نہیں ہے، تو وہی اس کا مستحق ہے۔راوی:حضرت عائشہؓ۔(صحیح بخاری:۲۱۸۵)۔

Siddiqui Publications

نبی کریمؐ نے مجھ کو اپنے پاس بلایا اور دریافت کیا کہ تم اپنے کھیتوں کا کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا، ہم اس کو چوتھائی، اور چند وسق کھجور اور جَو پر کرایہ پر دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، ایسا نہ کرو، بلکہ اس میں خود کاشت کرو، یا کسی سے کاشت کرواؤ یا پھر اس کو یوں ہی روک لو۔۔۔میں نے سنا اور مانا۔ راوی: ظہیر بن رافعؓ۔(صحیح بخاری:۲۱۸۹)۔

آنحضورؐ نے فرمایا کہ کہ تم سے کوئی شخص اپنے بھائی کو اپنی زمین بخش دے تو یہ کہیں بہتر ہے اس بات سے کہ کسی سے کھیتی کرواکر کوئی مقررہ رقم اس سے لے۔ راوی: طاوسؒ۔(صحیح بخاری:۲۱۹۱)۔

اہم فقہی پہلو:

- کسی کو اپنی زمین اس طور پر دینا کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں میں نصف نصف، ایک تہائی یا دو تہائی تقسیم کی جائے گی، اس کو مزارعت کہتے ہیں۔
- مزارعت کے متعلق مختلف حدیثیں ملتی ہیں جن میں کچھ سے اس کا عدم جواز ملتا ہے، جیسے اوپر بیان کردہ صحیح بخاری کی حدیث ۲۱۷۷۔ چناں چہ امام اعظمؒ کے نزدیک مزارعت ناجائز ہے۔ اور کچھ احادیث سے اس کے لیے جواز بھی ثابت ہوتا ہے، جیسے صحیح بخاری کی حدیث ۲۱۸۰۔
- چناں چہ مزارعت کے جواز کے لیے چند شرائط عائد کی گئی ہیں۔ ان کا پورا کرنا ضروری ہے:

(۱) زمین قابل کاشت ہو، شورزدہ نہ ہو۔ ایسی بنجر زمین جو زراعت کے لائق نہ ہو تو اس کو مزارعت پر دینا جائز نہیں۔

(۲) کھیتی کے لیے پانی کی دستیابی بھی ضروری ہے۔ ضرورت کے وقت پانی کا ملنا بہت اہم ہے۔

(۳) عام طور پر کسان خود بیج فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح ہل اور بیل وغیرہ ہے۔ لیکن اگر معاہدے میں زمیندار کی طرف سے اس کا دینا طے ہوتا ہے تو ایسا کیا جاسکتا ہے

(۴) مناسب مدت کا تعین کرنا ضروری ہے تاکہ کسان کی محنت کا پھل نہ صرف نظر آئے بلکہ خود زمین دار کو بھی اس سے کچھ منفعت حاصل ہوسکے۔

(۵) زمین، کاشتکار کو مزارعت پر دینے کے بعد اس کا مالک خود اس پر کاشت نہیں کرسکتا۔

(۶) کس کو کیا دینا ہے؟ کس کو کیا کرنا ہے؟ اور کس کو کیا ملے گا؟ ان سب کا طے کیا جانا ضروری ہے۔ چناں چہ پہلے ہی لکھائی پڑھائی کرلینا لازمی ہے۔